ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

بھینس کی قربانی کی شرعی حیثیت: تاریخی، سائنسی، لغوی، عرفی اور فقہی آراء کے تناظر میں ایک تجزیاتی مطالعہ

The Shariah Status of Buffalo Sacrifice: A Critical Analysis in Historical, Scientific, Linguistic, Customary, and Jurisprudential Perspectives

ڈاکٹر جاوید اقبال: چیف وارنٹ آفیسر، ایجوکیشن سکواڈرن پی اے ایف بیس سمنگلی، کوئٹہ

عبدالغفور: ایم فل، شعبہ اسلامیات، جی سی یو ایف، پاکستان۔

ABSTRACT

The act of animal sacrifice is a significant religious obligation in Islam, performed in commemoration of Prophet Ibrahim's (A.S) Sunnah. While the Qur'an and Hadith specify certain animals for sacrifice, ambiguity exists around some animals not explicitly mentioned in the primary texts, such as the buffalo. This research investigates the juristic status of sacrificing buffalo, exploring its biological, linguistic, historical, and jurisprudential dimensions. It examines the divergent views among scholars, particularly the debate between those requiring explicit textual evidence and others allowing analogical reasoning (qiyas). The study highlights that while biologically buffalo and cow differ in genus and species, classical Arabic lexicons and jurists often classify buffalo as a type of cow. The research underscores the need for coherent and principled legal methodology (usul) to avoid contradictory fatwas and to ensure public clarity. By examining the views of Mufassireen, and Fuqaha, the paper concludes that buffalo may be considered permissible for sacrifice due to its close classification and equivalence to cows in religious, linguistic, and customary contexts.

Keywords: *Buffalo, Cow, Qurbani, Islamic Jurisprudence, Biological Classification, Arabic Lexicon, Usul al-Fiqh, Zabiha Animals.*

تعارف

قربانی کا عمل اسلامی شریعت میں ایک اہم عبادت ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت کی پیروی میں انجام دی جاتی ہے۔ قربانی کے لیے مخصوص جانوروں کا تعیین قرآن وحدیث میں کیا گیا ہے، تاہم بعض ایسے جانور جن کا ذکر صراحت سے نصوص میں نہیں آیا، ان کے بارے میں اہل علم کے درمیان اختلاف رائے ہے۔ بھینس کا شمار بھی انہی جانوروں میں ہوتا ہے جس پر بعض علماء کی رائے مختلف ہے۔ بھینس سے قربانی کے مسئلے کی فقہی بحث نہایت پیچیدہ اور اصولی نوعیت کی ہے، جو صرف ایک سادہ فتوے یا قیاس کی حد تک محدود نہیں بلکہ اس کے اثرات شریعت کے دیگر اہم شعبوں جیسے زکوۃ، نذر اور طلاق وغیرہ تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اہل حدیث اور اہل ظواہر کے نزدیک اصل معیار نصوص میں واضح ذکر کا ہونا ہے، اور اسی بنا پر بھینس کو نصوص میں قربانی کے جانوروں میں شامل نہ کرنے کی وجہ سے قربانی کا حق دار نہیں سمجھا جاتا۔

اس مسئلے کی نزاکت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض اوقات علماء مختلف مسالک کے اصولوں کو بغیر تحقیق اور گہرائی کے آپس میں ملا کر تلفیق کرتے ہیں، یعنی ایک مسئلے پر ایک مسلک کا اصول اپناتے ہیں اور دوسرے مسئلے پر دوسرے مسلک کا، جو شریعت کی درست تفہیم میں رکاوٹ بن سکتا ہے اور عوام الناس میں غلط فہمی کا سبب بنتا ہے۔ اس لیے اس موضوع پر تحقیقی تناظر میں جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ اہل علم کی آراء کی روشنی میں درست رہنمائی کی جا سکے۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

اس تحقیق کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ اس طرح کے فقہی مسائل عوام کے روزمرہ کے دینی معاملات پر اثر انداز ہوتے ہیں، اور ان کے غیر محتاط حل سے نہ صرف فقہی الجھنیں پیدا ہوتی ہیں بلکہ شریعت کی روح اور اس کے اصول بھی متاثر ہوتے ہیں۔ لہٰذا اس مقالے میں بھینس سے قربانی کے مسئلے کی شرعی حیثیت، اس کے اصولی اور فروعی پہلوؤں کا تفصیلی جائزہ لیا جائے گا تاکہ اس موضوع پر مستند اور جامع روشنی ڈالی جا سکے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

بھینس سے قربانی کے مسئلے پر فقہی ذخیرے میں براہ راست کثرت سے مباحث موجود نہیں، تاہم قربانی کے جانوروں کے دائرہ کار پر متعدد فقہاء نے اصولی مباحث کی روشنی میں آراء پیش کی ہیں۔ اس ضمن میں بعض اہل حدیث اور اہلِ ظاہر کا رجحان ظاہر نصوص پر اصرار کی بنیاد پر بھینس کو قربانی کے جانوروں میں شامل نہ کرنے کا ہے، جب کہ دیگر فقہی مکاتبِ فکر، بالخصوص حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ قیاس اور عرف پر انحصار کرتے ہوئے اسے قربانی کے لیے جائز قرار دیتے ہیں۔ بعض معاصر علماء نے اس مسئلے کو صرف جزوی یا محدود دائرے میں دیکھا، جس کی وجہ سے اس پر جامع تحقیقی گفتگو نہ ہو سکی۔ مزید برآں، مختلف مسالک کے اصولوں کو خلط ملط کرتے ہوئے تلفیقی فتووں نے عوام میں اضطراب اور علمی سطح پر تشویش کو جنم دیا۔ اس موضوع پر سنجیدہ تحقیقی توجہ کی کمی کے باعث یہ مسئلہ اب بھی اجتہادی گہرائی کا متقاضی ہے۔

گائے اور بھینس کا تاریخی پس منظر

گائے دنیا کے قدیم ترین پالتو جانوروں میں سے ہے، جسے تقریباً 10 ہزار سال قبل مشرقِ وسطیٰ، وادی سندھ اور چین میں پالنا شروع کیا گیا۔ اس کی ابتدائی نسل (Aurochs) نامی جنگلی بیل سے وجود میں آئی۔ جسے ہزاروں سال قبل **انسان نے پالتو جانور** بنایا۔[(1)] بعد میں مختلف اقوام میں اسے خاص مقام حاصل ہوا۔

بھینس کی تاریخ نسبتاً بعد کی ہے، تاہم اس کا پالن بھی کم و بیش پانچ ہزار سال پرانا ہے، جس کے شواہد برصغیر، میسوپوٹیمیا[(2)] اور چین سے ملتے ہیں۔[(3)] بھینس کی دو اقسام اہم ہیں:

1. *(Water Buffalo)* برصغیر، چین اور مشرقی ایشیا میں عام پایا جاتا ہے۔
2. *(African Buffalo)* افریقی جنگلات میں پایا جاتا ہے، پالتو نہیں۔[(4)]

[(1)] *Andrew Cunningham and Perry Williams, The Laboratory Revolution in Medicine (Cambridge University Press, 1992), 56; Juliet Clutton-Brock, A Natural History of Domesticated Mammals (Cambridge: Cambridge University Press, 1999), 39–41*

[(2)] میسوپوٹیمیا ایک قدیم تہذیب کا علاقہ ہے جو دریائے دجلہ اور دریائے فرات کے درمیان واقع تھا۔ یہ علاقہ موجودہ عراق، کویت اور شام کے کچھ حصوں پر مشتمل ہے۔ لفظ "میسوپوٹیمیا" یونانی زبان سے آیا ہے جس کا مطلب ہے " دریاؤں کے درمیان زمین"۔ (م)

[(3)] *Richard W. Bulliet, The Camel and the Wheel (Cambridge, MA: Harvard University Press, 1990), 72; M. A. Zeder, "Domestication and Early Agriculture in the Mediterranean Basin: Origins, Diffusion, and Impact," Proceedings of the National Academy of Sciences 105, no. 33 (2008): 11597–11604.*

[(4)] *D. J. Gifford-Gonzalez and Anne M. Mwangi, "Domestic Buffalo (Bubalus bubalis) in*

ہماری بحث پہلی قسم سے متعلق ہے۔ **عرب دنیا میں** گائے قدیم زمانے سے معروف تھی، جیسا کہ قرآن میں بقرہ کا ذکر ہے۔ [5]لیکن بھینس کی موجودگی کے شواہد عرب معاشروں میں بہت کم اور محدود ہیں۔ بعض مورخین کے مطابق بھینس کا تعارف عرب دنیا میں عباسی یا فاطمی دور میں مصر کے راستے ہوا، جہاں اسے نہری علاقوں میں پالنا شروع کیا گیا۔[6]

سائنسی(بیالوجیکل) تحقیق

گائے اور بھینس حیاتیاتی درجہ بندی میں ایک ہی خاندان یعنی (Bovidae)[7] سے تعلق رکھتی ہیں، جس میں دیگر مویشی جیسے بکری، بھیڑ اور ہرن بھی شامل ہوتے ہیں۔ اس خاندان میں شامل جانور عمومی طور پر چار معدے رکھنے والے، سبزہ خور، دودھ دینے والے اور سینگ والے ہوتے ہیں۔[8] تاہم گائے اور بھینس **جنس**[9] (Genus) کے اعتبار سے مختلف ہیں؛ گائے کا تعلق (Bos)[10] جنس سے ہے جبکہ بھینس (Bubalus)[11] جنس سے تعلق رکھتی ہے۔[12] اسی بنیاد پر ان کی نوع[13] (Species) بھی جداگانہ ہے، جیسے کہ گائے کی معروف نوع[14] (Bos taurus) اور (Bos indicu)[15] ہے، جبکہ بھینس کی نوع (Bubalus bubalis)

Africa: Old Questions and New Data," African Archaeological Review 28, no. 2 (2011): 125–147.

[5] سورۃالبقرۃ2:67-71

[6] *Paul Starostin, "Water Buffalo in Egypt: A Late Introduction," in Domestication of Animals in the Ancient Near East, ed. Mark W. Zeder (Washington D.C.: Smithsonian Institution Press, 2006), 210–215.*

[7] یہ جانوروں کا ایک خاندان (Family) ہے جس میں گائے، بھینس، بکری، بھیڑ، ہرن وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ ان جانوروں کی عمومی خصوصیات یہ ہیں کہ یہ چار معدے رکھتے ہیں، سبزہ خور ہوتے ہیں، دودھ دیتے ہیں، اور سینگ رکھتے ہیں۔(م)

[8] *D. E. Wilson and D. M. Reeder, eds., Mammal Species of the World: A Taxonomic and Geographic Reference, 3rd ed. (Baltimore: Johns Hopkins University Press, 2005), 696–702.*

[9] جنس حیاتیاتی درجہ بندی کا ایک درجہ ہے، جو ایک ہی خاندان کے مختلف اقسام کے قریبی رشتہ دار جانوروں کو گروہ بند کرتا ہے۔ مثلاً گائے اور بھینس دونوں ایک ہی خاندان (*Bovidae*) سے ہیں لیکن مختلف جنس (*Genus*) سے تعلق رکھتی ہیں۔(م)

[10] یہ گائے کی جنس (*Genus*) کا نام ہے۔ اس میں مختلف اقسام کی گائیں شامل ہوتی ہیں۔(م)

[11] یہ بھینس کی جنس (*Genus*) کا نام ہے، جس میں مختلف قسم کی بھینسیں شامل ہوتی ہیں۔(م)

[12] *Juliet Clutton-Brock, A Natural History of Domesticated Mammals (Cambridge: Cambridge University Press, 1999), 39–42.*

[13] نوع (Species) درجہ بندی کا وہ درجہ ہے جو ایک ہی جنس کے اندر پائے جانے والے ایک جیسے تمام جانداروں پر مشتمل ہوتا ہے جو آپس میں تولید (بچوں کی پیدائش) کر سکتے ہیں۔ جیسے: گائے کی نوع: *Bos taurus* یا *Bos indicus* اور بھینس کی نوع: *Bubalus bubalis*۔(م)

[14] *Bos taurus*: یورپی نسل کی گائے۔(م)

[15] *Bos indicus*: ہندی/ایشائی نسل کی گائے۔(م)

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

[16]کہلاتی ہے۔[17]گویا سائنسی (بیالوجی) نقطۂ نظر سے گائے اور بھینس اگرچہ خاندان میں مشترک ہیں، لیکن ان کی جنس اور نوع مختلف ہونے کی وجہ سے یہ **دو جداگانہ حیوانات** شمار ہوتے ہیں، اور ایک دوسرے کا حیاتیاتی متبادل نہیں سمجھے جاتے۔

اہل لغت کی آراء

عربی لغت کی معتبر کتابوں میں **بھینس** کو گائے ہی کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔ لسان العرب میں ہے کہ:''البقر جنس والجاموس نوع من البقر ''یعنی گائے ایک جنس ہے اور جاموس یعنی بھینس اسی جنس کی ایک قسم ہے۔[18] امام ابو منصور ازہری فرماتے ہیں:'' وأجناس البقر، منها الجواميس، واحدها جاموس، وهي من أنبلها، وأكرمها، وأكثرها ألباناً، وأعظمها أجساماً '' یعنی گائے کی نسلوں میں بھینسیں بھی شامل ہیں، جو کہ ان میں سے بہترین، سب سے زیادہ دودھ دینے والی اور جسامت میں سب سے بڑی ہوتی ہیں۔[19] ابن سیدہ لکھتے ہیں :''والجاموس نوع من البقر'' یعنی بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔[20]علامہ حموی نے بھی تصریح کی ہے''والجاموس نوع من البقر''۔یعنی بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔[21]تاج العروس میں ہے: ''الجاموس نوع من البقر''۔یعنی بھینس گائے کی قسم ہے۔[22]

فارسی زبان میں بھینس کو''**گاؤ میش** ''کہا جاتا ہے، جو دو الفاظ''گاؤ''گائے یا بیل اور''میش''بھیڑ، مینڈھا یا دنبہ سے مرکب ہے، یعنی ایسا چوپایہ جو گائے اور بھیڑ کی مشابہت رکھتا ہو۔[23]اسی فارسی لفظ''گاؤ میش ''سے عربی میں''جاموس ''معرب ہوا، یعنی عربی میں یہ لفظ اصل نہیں بلکہ معرب ہے۔ اہل عرب نے گاف کو جیم اور سین کو شین سے بدلا اور سہولت کے لیے''فاعول''کے وزن پر''جاموس''بنا دیا، جس کی جمع''جوامیس''آتی ہے۔[24]علامہ احمد بن محمد فیومی لکھتے ہیں :''جَمَسَ الودك جموسا، من باب قعد جمد، والجاموس

---

[16] یہ بھینس کی نوع (*Species*) کا نام ہے، جسے عام طور پر''آبی بھینس''(*Water Buffalo*) کہا جاتا ہے، اور یہ برصغیر، مشرقی ایشیا، اور مصر وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔(م)

[17] *Food and Agriculture Organization (FAO), Buffalo Production and Research (Rome: FAO, 2000), 7–8.*

[18] ابن منظور، الافریقی، محمد بن مکرم(المتوفی: 711ھ) لسان العرب، الطبعة: الثالثة (بیروت : دار صادر1414 ھ) بذیل فصل الجیم ، 6 : 43۔

[19] الهروي،لأزهري محمد بن أحمد (المتوفى: 370ھ)، الزاهر في غريب ألفاظ الشافعي، الطبعة: الأولى (بيروت: دار الغرب الإسلامي، 1991م)، تفسير غريب مما جاء في أبواب الزكاه، ص 101۔

[20]ابن سِيدَه، علي بن إسماعيل الأندلسي (المتوفى: 458ھ)، المحكم والمحيط الأعظم، تحقيق: عبد الحميد هنداوي، الطبعة: الأولى (بيروت: دار الكتب العلمية، 2000م)،بذیل مقلوبہ: (ج م س) 7 : 283۔

[21] الفيومي، أحمد بن محمد بن علي (المتوفى: نحو 770ھ)، المصباح المنير في غريب الشرح الكبير للرافعي، تحقيق: يوسف الشيخ محمد، الطبعة: الأولى (بيروت: المكتبة العلمية)،بذیل (ج م س) 1 : 108۔

[22]الزبيدي، محمد مرتضى الحسيني (المتوفى: 1205ھ)، تاج العروس من جواهر القاموس، تحقيق: مجموعة من المحققين، الطبعة: الأولى (الكويت: وزارة الإرشاد والأنباء، 1965م)، بذیل جمس 15 : 513۔

[23] فیروز الدین (المتوفی : 1949ء) فیروز اللغات اردو جامع، (کراچی : فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، اشاعت جدید)، ص: 256۔

[24] تاج العروس، 15 : 513

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

نوع من البقر، كأنه مشتق من ذلك؛ لأنه ليس فيه لين البقر في استعماله في الحرث والزرع والدياسة ''۔یعنی"جمس الودک" کے معنی چکنائی کا جم جانا ہے، اور بھینس چونکہ کھیتی باڑی اور اجناس روندنے میں گائے جیسی نرم نہیں ہوتی، اس لیے اسے "جاموس" کہا گیا۔[25]

مفسرین کی آراء

قرآن مجید میں **سورۃ الحج** کی آیت 28 اور 34 میں ''بَهِيمَةُ الأَنْعَامِ'' کے تحت اونٹ، گائے اور بکری کے اجناس آتے ہیں جو قربانی کے لیے مشروع ہیں۔اور بھینس بھی انہی چوپایوں میں شامل ہے، کیونکہ وہ عرفاً ولغۃً گائے ہی کی ایک قسم ہے۔

سورۃ الانعام (آیات: 143–144) میں **آٹھ جوڑوں** کا ذکر ہے: ''ثَمَانِيَةَ أَزْوَاجٍ... وَمِنَ الْإِبِلِ اثْنَيْنِ وَمِنَ الْبَقَرِ اثْنَيْنِ'' یہاں اگرچہ "بقر" کا عمومی ذکر آیا ہے، لیکن مفسرین نے اس کی تفسیر میں وضاحت کی ہے کہ "بقر" میں گائے اور بھینس دونوں شامل ہیں۔اس بارے میں **مشہور تابعی مفسر حضرت لیث بن ابو سُلیم رحمۃ اللہ علیہ** کا قول تفسیر درّ المنثور میں یوں منقول ہے: ''الجاموس والبختي من الأزواج الثمانية''، یعنی بھینس اور بختی (اونٹ کی ایک قسم) ان ہی آٹھ جوڑوں میں سے ہیں۔[26]

"بقر " کا مفہوم صرف اردو میں مستعمل مخصوص گائے تک محدود نہیں، بلکہ عربی لغت اور تفسیر کے عرف میں بھینس کو بھی اس میں شامل سمجھا جاتا ہے۔

محمد ابوزہرہ فرماتے ہیں کہ: '' بَهِيمَةُ الأَنْعَامِ '' عربی زبان میں ہر اس چوپائے کو کہا جاتا ہے جس کی چار ٹانگیں ہوں، اور "أنعام" سے مراد اونٹ، گائے اور بکری (بھیڑ بکری دونوں) کے نر اور مادہ جانور ہیں۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ انعام میں ان کی وضاحت فرمائی ہے کہ وہ آٹھ جوڑے ہیں: بھیڑ میں سے دو (مینڈھا اور بھیڑ)، بکری میں سے دو (بکرا اور بکری)، اونٹ میں سے دو (نر اونٹ اور مادہ اونٹنی) اور گائے میں سے دو (بیل یا نر گائے اور مادہ گائے یا بھینس)۔تو یہی وہ "انعام" ہیں جو قرآن کی زبان میں مراد ہیں۔[27]

فقہاء کی آراء

فقہ حنفی میں بھینس کو گائے کی جنس میں شامل کیا گیا ہے۔چنانچہ علامہ کاسانی بدائع الصنائع رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں کہ: بھینس، گائے کی ایک قسم ہے۔[28]

فقہ حنفی کی مشہور کتاب فتاویٰ عالمگیری میں واضح کیا گیا ہے کہ: قربانی کے جانور کی جنس کا تعلق تین قسموں سے ہوتا ہے: بکری، گائے اور اونٹ۔ان میں ہر جنس کے تحت اس سے متعلقہ تمام اقسام شامل ہیں، چاہے جانور نر ہو یا مادہ، خصی ہو یا غیر خصی۔نیز بھیڑ کو بکری کی

---

[25] المصباح المنير، بذيل (ج م س) 1 : 108۔

[26] السيوطي، جلال الدين عبد الرحمن بن أبي بكر (المتوفى: 911ھ)، الدرّ المنثور في التفسير بالمأثور، تحقيق: عبد القادر الأرناؤوط، الطبعة: الأولى (بيروت: دار الفكر، 1993م)، سورۃ الانعام بذیل آیت نمبر 143، 144، ج3، ص: 371۔

[27] أبو زهرة، محمد بن أحمد بن مصطفى. زهرة (المتوفى: 1394ھ) *زهرة التفاسير*، *طن*(القاهرة: دار الفكر العربي، سطن)، تحت تفسير سورة المائدة، آيت 2۔

[28] الكاساني، علاء الدين أبو بكر بن مسعود. (المتوفى: 587ھ) *بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع*، الطبعة: الثانية (بيروت: دار الكتب العلمية،1406اه) كتاب التضحية، 5: 69۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

قسم اور بھینس کو گائے کی قسم میں شمار کیا گیا ہے۔[29]

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: ''إنما هي بقر كلها'' یعنی یقیناً یہ سب گائے ہی ہیں (یعنی بھینس بھی گائے کی جنس ہے)۔[30] اور فقہ مالکی کی مشہور کتاب حاشیہ الصاوی علی الشرح الصغیر میں ہے کہ قربانی میں گائے کے حکم میں بھینس بھی شامل ہے۔[31]

فقہ شافعی میں بھی بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فقہ شافعی کے مشہور فقیہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گائے کی جمیع انواع بشمول بھینس سے قربانی جائز ہے۔[32]

فقہ حنبلی میں بھی بھینس کی قربانی جائز ہے۔ چنانچہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے جب بھینس کی قربانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: ''لا أعرف خلاف هذا '' یعنی میں اس (جواز) کے متعلق کسی کا اختلاف نہیں جانتا۔[33]

علامہ ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''وأجمعوا على أن حكم الجواميس حكم البقر '' یعنی علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ بھینس کا حکم وہی جو گائے کا ہے۔[34]

سعودی عرب کی سرکاری فتویٰ کمیٹی نے بھی بھینس کو گائے کی قسم قرار دیا ہے۔ چنانچہ معروف عالم شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی مؤقف ہے کہ بھینس گائے کی ایک قسم ہے۔[35]

اہل حدیث علماء کرام کی رائے

مسلک اہل حدیث کے بعض دیگر علماء کے نزدیک بھینس کی قربانی میں احتیاط کا پہلو ہے۔ شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ قربانی ان ہی جانوروں سے کی جائے جو سنت سے ثابت ہیں۔ البتہ میرے نزدیک جن حضرات کا دل بھینس سے قربانی پر دلائل سے مطمئن ہوں، وہ کر سکتے ہیں اور ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔[36]

مولانا ثناء اللہ امر تسری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بھینس کی قربانی نہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ تعامل صحابہ رضی اللہ عنہم سے۔ البتہ

---

[29] الهِندِي، من علماء الهند، الفتاوى الهندية المعروف بـ فتاوى عالمگیری، طن(بیروت: دار الفكر،سطن) كتاب الأضحية، الباب الخامس، 5: 297۔

[30] مالك بن أنس، الإمام (المتوفى: 179ھ)، الموطأ، كتاب الزكاة، باب: ما جاء في صدقة البقر، رقم الحديث: 24، تحقيق: بشار عواد معروف، الطبعة: الأولى (الرياض: دار الغرب الإسلامي، 1415ھ)، 1 : 259۔

[31] الصاوي، أحمد بن محمد الخلوتي. (المتوفى: 1241ھ) بلغة السالك لأقرب المسالك المعروف بحاشية الصاوي على الشرح الصغير، طن(القاهرة: دار المعارف، سطن) باب في بيان الأضحية وأحكامها، 2: 138۔

[32] النووي، يحيى بن شرف. (المتوفى: 676ھ) المجموع شرح المهذب، طن(بيروت: دار الفكر،سطن) كتاب الأضحية، 8: 393۔

[33] الكوسج، إسحاق بن منصور بن بهرام، أبو يعقوب المروزي. (المتوفى: 251ھ) مسائل الإمام أحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، الطبعة الأولى، (المدينة المنورة: عمادة البحث العلمي، الجامعة الإسلامية، 1425ھ) مسئلہ نمبر 2865، 8: 4027۔

[34] ۔(الاجماع، كتاب الزكاة، ص 52)۔

[35] ابن عثيمين، محمد بن صالح. (المتوفى: 1421ھ) مجموع فتاوى ورسائل الشيخ ابن عثيمين. جمع وترتيب: فهد بن ناصر بن إبراهيم السليمان، الطبعة : الأخيرة (الرياض: دار الوطن 1413 ھ)، 25: 34، جواب سؤال رقم 17۔

[36] المباركفوري، عبيد الله بن محمد عبد السلام، أبو الحسن. (المتوفى: 1414ھ) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الطبعة الثالثة(بنارس، الهند: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء، الجامعة السلفية، 1404ھ) باب في الأضحية، 5: 82۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

حنفیہ کے قیاس کے مطابق اگر اس کو گائے کی جنس سے شمار کیا جائے یا قرآن کریم کی آیت "بھیمۃ الانعام" کے عموم کے تحت شمار کیا جائے، تو قربانی کے جواز کے لیے یہ علت کافی ہے۔[37]

حافظ زبیر علی زئی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: زکوٰۃ کے سلسلے میں بھینس گائے کی ایک قسم ہے اور اس پر اجماع ہے۔ البتہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ بھینس کی قربانی نہ کی جائے۔[38]

علماء کی آراء کا تجزیہ

جواز کے قائلین کی آراء کا تجزیہ: نصوص میں جن جانوروں کی قربانی کا ذکر آیا ہے، ان کے مختلف علاقوں میں پائے جانے والی اقسام و انواع یا مقامی ناموں کی بنیاد پر ان کے حکم میں کوئی تبدیلی نہیں آتی۔ مثال کے طور پر دُنبہ، اگرچہ اپنی صورت اور نام میں عام بھیڑ سے مختلف ہوتا ہے، مگر چونکہ وہ بھیڑ کی ہی نوع میں شامل ہے، اس لیے اس کی قربانی شرعاً جائز ہے۔ اسی طرح مختلف خطوں میں بھیڑ کی متعدد قسمیں پائی جاتی ہیں، جنہیں لوگ اپنے اپنے عرف کے مطابق جداگانہ ناموں سے یاد کرتے ہیں، لیکن چونکہ وہ سب بھیڑ ہی کی اقسام میں شمار ہوتی ہیں، لہٰذا ان کی قربانی بھی بلاشبہ درست ہے۔ یہی اصول اونٹ، گائے اور دیگر قربانی کے جانوروں پر بھی منطبق ہوتا ہے۔ گائے کے بارے میں بھی قرآن و حدیث میں کسی خاص نسل کو قربانی کے لیے مخصوص نہیں کیا گیا، چنانچہ ہر وہ جانور جو گائے کی قسم میں آتا ہو، خواہ اس کا نام، رنگ، یا جسمانی ساخت مختلف ہی کیوں نہ ہو، قربانی کے لیے قابل قبول اور اس کی قربانی جائز ہے۔ اسی طرح مختلف آراء مثلاً لغوی، تفسیری اور فقہی آراء میں بھینس کو بھی بقرہ کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے جب گائے کی قربانی جائز ہے، تو بھینس کی قربانی بھی جائز ہوگی۔

محتاط آراء (مسلک اہل حدیث) کا تجزیہ: مسلک اہلِ حدیث کے علماء کے نزدیک بھینس کی قربانی غیر مشروع یا کم از کم غیر مستحب ہے، کیونکہ ان کے نزدیک عبادات میں اصل توقیف ہے، یعنی جب تک کسی عمل کی صراحت نصوص سے ثابت نہ ہو، اسے مشروع نہیں مانا جاسکتا۔ ان کا پہلا استدلال یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھینس کی قربانی کا کوئی واضح اور معتبر ثبوت نہیں ملتا، اس لیے اس کو قربانی کے جانوروں میں شامل کرنا محلِ نظر ہے۔ دوسرا استدلال یہ پیش کیا جاتا ہے کہ چونکہ بھینس عرب کے معروف جانوروں میں شامل نہیں تھی، اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی قربانی کی، اس لیے اس کو عبادات میں شامل کرنا درست نہیں۔ تیسرے طور پر وہ اس قیاس کو رد کرتے ہیں کہ بھینس کو گائے (بقر) کی قسم مان کر اس پر گائے کے احکام لاگو کیے جائیں۔ ان تمام دلائل کی بنیاد پر اہل حدیث کے بعض علماء بھینس کی قربانی کو غیر مشروع یا کم از کم غیر مستحب قرار دیتے ہیں یا اس میں احتیاط کو ترجیح دیتے ہیں۔

واضح رہے کہ: اگر اس قول کو لیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھینس کی قربانی ثابت نہیں ہے۔ تو اس قول کی بنا پر پھر

---

[37] ثناء الله الأمرتسري (المتوفى: 1948ء) فتاویٰ ثنائیه، طبع دوم (لاہور: اداره ترجمان السنة،سطن) باب پنجم ، کتاب الحج و مسائل قربانی 1: 809–810۔

[38] زبير علي زئي، حافظ (المتوفى: 1435ھ) فتاویٰ علمیه المعروف بتوضيح الأحكام، طن (لاہور: مکتبة الاسلامیه، 2010ء) کتاب الضحایا، 2: 181۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

زکوۃ بھی نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھینس میں ثابت نہیں ہے۔ تو بھینس کو زکوۃ کے معاملے میں گائے کی جنس سے شمار کرکے زکوٰۃ کا قائل ہونا اور قربانی میں احتیاط کا قول اختیار کرنا یا غیر مشروع قرار دینا محل نظر ہے۔

لغوی، سائنسی اور عرفی معنٰی میں ترجیحاتی پہلو

گائے کا سائنسی طور پر بھینس سے فرق ہے، مگر عرفِ شرعی میں بھینس گائے ہی کی قسم سمجھی جاتی ہے، لہٰذا قربانی یا زکوٰۃ کے مسائل میں عرفی فہم معتبر ہو گا، نہ کہ سائنسی تفریق۔ کیونکہ عرف کو سائنسی یا لغوی معنی پر ترجیح دینے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شریعت عام فہم اور لوگوں کے رائج طریقِ زندگی، عادات اور فہم کے مطابق نازل ہوئی ہے، نہ کہ محض ماہرینِ لغت یا سائنس دانوں کی اصطلاحات پر۔ اس لیے جب کوئی لفظ یا چیز سائنسی یا لغوی طور پر کسی اور معنی کی حامل ہو، لیکن عرف میں اس کا مفہوم کچھ اور ہو، تو شریعت اسی عرفی مفہوم کو معتبر ٹھہراتی ہے، کیونکہ شریعت کا مقصد سہولت، فہمِ عام اور قابلِ عمل ہونا ہے۔ عرف چونکہ لوگوں کے معاملات، تعاملات اور روزمرہ کی زبان میں جاری وساری ہوتا ہے، اس لیے وہ شریعت کی روح کے زیادہ قریب ہوتا ہے، جبکہ سائنسی اصطلاحات محدود طبقے تک اور فنی درجے کی ہوتی ہیں، جن سے عام مسلمان ناآشنا ہوتا ہے۔ اس اصول کو متعدد فقہی واصولی کتب میں صراحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ احکام میں اعتبار عرف کا ہوتا ہے نہ کہ لغت یا اصطلاح کا، جیسا کہ ابن عابدین،[39] نے واضح کیا ہے۔

تکثیریت کے حامل معاشرے میں نزاع سے بچنے کا ممکنہ حل

تکثیریت (Pluralism) پر مبنی معاشرے میں فقہی یا مذہبی اختلافات، جیسے بھینس کی قربانی کے جواز یا عدم جواز پر مختلف آراء، فطری اور ناگزیر ہیں۔ ایسے ماحول میں اختلافِ رائے کا قابلِ قبول اور مؤثر حل یہ ہے کہ اصولِ رواداری، وسعتِ نظری اور فہمِ مقاصدِ شریعت کو اپنایا جائے۔ شریعتِ اسلامیہ نے اجتہادی مسائل میں اختلاف کی گنجائش رکھی ہے، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی عملی اختلافات ثابت ہیں، مگر اس کے باوجود ان کے باہمی تعلقات میں احترام اور وحدت برقرار رہی۔

اس مسئلے کا حل **"عدمِ الزام اور احترامِ رائے"** کے اصول پر مبنی ہونا چاہیے، یعنی جو لوگ بھینس کو گائے کی جنس مان کر اس کی قربانی جائز سمجھتے ہیں، وہ اپنے مؤقف پر قائم رہیں مگر دوسروں پر فتویٰ نہ لگائیں۔ اسی طرح جو اس کو مشروع نہیں سمجھتے، وہ دوسروں کی نیت و دیانت کو مشتبہ نہ بنائیں۔ ریاستی اور اجتماعی سطح پر بھی اکثریتی رائے کو اختیار کرتے ہوئے دوسروں کے لیے وسعت رکھی جائے، جیسا کہ امام شاطبی رحمہ اللہ نے "رفع الحرج" اور "مصلحتِ عامہ" کو شریعت کے بنیادی مقاصد میں شمار کیا ہے۔[40]

یوں تکثیری معاشرے میں علمی تنوع کو فتنہ نہیں بلکہ رحمت سمجھا جائے، اور ہر فریق کو دلائل کے دائرے میں اپنی رائے رکھنے کا حق ہو، بغیر اس کے کہ دوسرے فریق کی تکفیر یا تضلیل کی جائے۔ یہ رویہ نہ صرف معاشرتی ہم آہنگی کا سبب بنے گا بلکہ شریعت کی جامعیت اور وسعت کا عملی مظہر بھی ہو گا۔

---

[39] ابن عابدین، محمد أمین بن عمر (المتوفی: 1252ھ) *نشر العرف في بناء بعض الأحكام على العرف*، طن (قاہرہ: المکتبة التجاریة الکبریٰ، تاریخ ندارد)، ص 5۔

[40] الشاطبی، ابراہیم بن موسیٰ (المتوفی: 790ھ) *الموافقات* .تحقیق: ابو عبیدہ ، الطبعة الاولیٰ(سعودی عرب: دار ابن عفان، 1997ء)، القسم الثاني: مقاصد المكلف، 3: 89۔

خلاصۃ البحث

زیر نظر تحقیق میں بھینس سے قربانی کے فقہی مسئلے کا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے۔ اگرچہ سائنسی لحاظ سے گائے اور بھینس مختلف جنس اور نوع سے تعلق رکھتے ہیں، تاہم لغوی، عرفی، اور شرعی لحاظ سے اکثر اہل علم بھینس کو گائے کی قسم قرار دیتے ہیں۔ قرآن و حدیث میں اگرچہ بھینس کا ذکر صراحت سے نہیں آیا، مگر لغت، تفسیر، اور فقہی متون میں ایسے اقوال موجود ہیں جن سے بھینس کو قربانی کے جانور کے طور پر شامل کرنا درست ثابت ہوتا ہے۔ اہل ظواہر اور بعض اہل حدیث کے برعکس جمہور فقہاء کا رجحان اس طرف ہے کہ بھینس کو گائے کے حکم میں داخل سمجھا جائے، اور اسی بنا پر قربانی میں اس کا استعمال جائز ہے۔ البتہ جن حضرات کو ان دلائل سے اطمینان حاصل نہیں ہے، ان کو اختلاف رائے کا حق حاصل ہے۔ اس تحقیق کا مقصد ان آراء کی بنیاد پر صحیح شرعی رہنمائی فراہم کرنا ہے تاکہ اس اہم فقہی مسئلے پر امت کو وحدت ملے۔

نتائج البحث

1. سائنسی لحاظ سے گائے اور بھینس مختلف نوع اور جنس رکھتے ہیں، لیکن دونوں کا تعلق ایک ہی حیوانی خاندان (Bovidae) سے ہے۔
2. عرب دنیا میں بھینس کی موجودگی تاریخی طور پر محدود رہی، تاہم بعد کے ادوار میں متعارف ہوئی۔
3. عربی لغت میں بھینس کو عموماً گائے کی ایک قسم قرار دیا گیا ہے۔
4. مفسرین نے "بقر" کے مفہوم میں بھینس کو شامل سمجھا ہے، جیسا کہ درمنثور اور دیگر تفاسیر میں مذکور ہے۔
5. فقہی مذاہب اربعہ سمیت فقہاء کی اکثریت بھینس کی قربانی کو جائز قرار دیتی ہے اور اسے گائے کے حکم میں شامل کرتی ہے۔
6. بعض اہل حدیث اور ظاہریہ کے فقہی اصولوں کے مطابق چونکہ بھینس کا ذکر نصوص میں صراحتاً نہیں آیا، اس لیے وہ اس کی قربانی کو غیر مشروع قرار دیتے ہیں، اور بعض دیگر احتیاط کے کو ترجیح دیتے ہیں۔
7. مسئلے میں اصولی تلفیق (مختلف مسالک کے اصولوں کا غیر محتاط امتزاج) عوام میں الجھن کا باعث بن سکتی ہے۔

ماحصل

بھینس سے قربانی کے مسئلے کی شرعی حیثیت نہ صرف ایک اہم فقہی بحث ہے بلکہ یہ اصولِ اجتہاد، نصوص فہمی اور عرفی تعامل جیسے متعدد شرعی اصولوں کا مظہر بھی ہے۔ مختلف فقہی مکاتب کی آراء میں تنوع اس امر کی نشاندہی کرتا ہے کہ اس معاملے میں صرف کسی ایک موقف کو حرفِ آخر سمجھنا درست نہیں بلکہ اسے علمی تناظر میں اور نصوص و اجتہاد کے امت کے طویل تجربے کی روشنی میں پرکھنا ضروری ہے۔ اس تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ بھینس کو قربانی کے جانوروں میں شامل کرنا ایک اجتہادی مسئلہ ہے، جس میں عوام کو مفتیان کرام کی مضبوط اور متوازن رائے کے مطابق عمل کرنا چاہیے، تاکہ شرعی اصولوں کی پاسداری بھی ہو اور عوامی دین داری کو بھی استحکام حاصل ہو۔

ISSN E: 3006-1466
ISSN P: 3006-1458
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
CJSSR
CONTEMPORARY JOURNAL OF SOCIAL SCIENCE REVIEW
Vol.03 No.01 (2025)

تجاویز و سفارشات

1. فقہی مسائل میں اصولی استقامت [41] (*Consistency in Usul al-Fiqh*) کو اپنایا جائے تاکہ مختلف اجتہادی بنیادوں کے امتزاج سے پیدا ہونے والی الجھنوں سے بچا جا سکے۔
2. عوام کو سادہ اور مدلل شرعی رہنمائی فراہم کی جائے تاکہ ان کے دینی اعمال شکوک و شبہات سے محفوظ رہیں۔
3. علماء کو چاہیے کہ وہ ایسے مسائل پر تحقیق کرتے وقت تمام جہات (لغوی، عرفی، سائنسی، تاریخی، فقہی) کا جائزہ لیں۔
4. جامعات میں جدید سائنسی اور عرفی تحقیق کو فقہی مباحث کا حصہ بنایا جائے تاکہ اجتہاد معاصر تقاضوں سے ہم آہنگ ہو۔
5. اسلامی تحقیقی ادارے اس موضوع پر مشترکہ فتویٰ یا قرارداد جاری کریں تاکہ امت میں یکسانیت پیدا ہو۔
6. میڈیا اور خطابات میں اس مسئلے پر مبنی بر تحقیق اور احتیاط پر مبنی موقف عوام میں عام کیا جائے۔

[41] فقہی مسائل میں "اصولی استقامت" سے مراد یہ ہے کہ فقہی آراء اور اجتہادی فیصلے اصولِ فقہ کے طے شدہ قواعد و ضوابط کی روشنی میں مسلسل اور منظم انداز میں دیے جائیں، بغیر کسی تضاد یا غیر ضروری تبدیلی کے۔ جب کسی فقیہ کی رائے اصولی بنیادوں پر استوار ہو اور وہ انہی اصولوں کو دیگر مشابہ مسائل میں بھی یکساں طور پر لاگو کرے، تو اسے اصولی استقامت کہا جاتا ہے۔ اس استقامت کا مقصد یہ ہے کہ شریعت کے مقاصد (جیسے دین، جان، عقل، نسل اور مال کا تحفظ) کو مد نظر رکھتے ہوئے فقہی احکام میں توازن، عدل اور تسلسل برقرار رہے۔ اگر فقہی رائے میں اصولی تضاد پایا جائے — مثلاً ایک جگہ مصالحِ مرسلہ کو بنیاد بنا کر کسی چیز کو جائز کہا جائے اور دوسری جگہ اسی جیسے معاملے میں اس اصول کو نظر انداز کیا جائے — تو یہ عدم استقامت کہلاتا ہے۔ (م)